رسائل و مسائل

متعیّن منافع دینا سود ہے

سوال: میں نے اپنی ہمشیرہ سے کاروبار کے لیے تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ لیا ہوا ہے اور ان سے یہ طے کیا ہوا ہے کہ میں آپ کو ہر مہینے آپ کے خرچہ کے لیے تھوڑی سے رقم دیتا رہوں گا۔ ہم سب نے اپنا کاروباری منافع اندازے سے بنایا ہوا ہے جس میں سے ہر مہینے ہم اپنی ہمشیرہ کو ۲۲۵۰ روپے دیتے ہیں ' پوچھنا یہ ہے کہ آیا یہ طریقہ درست ہے۔ اس سے ہماری ہمشیرہ مطمئن ہے۔ مگر میرے ذہن میں یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کہیں اس سے کسی طرح کوئی سود کی شق نہ نکلتی ہو۔

جواب: کاروبار میں کسی کی رقم پر متعیّن منافع دینا سود ہوتا ہے۔ آپ اپنی ہمشیرہ کو ماہوار ۲۲۵۰ روپے منافع دے رہے ہیں۔ اگر بہن کے لیے آپ کے نزدیک یہی منافع ہے اور آپ نے متناسب نفع نہیں رکھا جسکی بناء پر ۲۲۵۰ روپے ماہوار رقم میں کمی بیشی ممکن ہو تو سود شمار ہوگا۔ اس لیے کہ غیر سودی منافع کیلئے ایک تو یہ ضروری ہے کہ نفع و نقصان دونوں میں شراکت ہو اور دوسرا یہ ضروری ہے کہ متناسب منافع ہو یعنی کل منافع کا نصف نصف یا ۲/۳ آپ کا اور ۱/۳ بہن کا یا کوئی اور نسبت جو بھی آپ طے کر دیں اس کے حساب سے منافع کو تقسیم کیا جائے۔ ایسی صورت اختیار کی جائے تب ہی یہ معاملہ غیر سودی ہوگا ورنہ نہیں۔

نماز میں لفظ "اللہ" کو مرکزِ توجہ بنانا بے سند بات ہے

سوال: اسم "اللہ" جو کہ خدائے تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ اس لفظ کے لغوی معنی کیا ہیں اور اسلامی

اور قرآنی اصطلاح میں اس کے معنی کیا ہیں؟ اسے مفصّل طور تحریر فرمائیں۔

دوسرے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ لفظ اللہ کا ہر وقت اور ہر حال میں زبان سے نہیں بلکہ دل سے ذکر کرتے رہنا چاہیے۔ اس سے جہاں اور بہت سے فیوض و برکات حاصل ہوں گے وہاں یہ لفظ اللہ جو کہ پانچ حروف کا مجموعہ ہے' قرآن مجید میں بھی سینکڑوں مقام پر آیا ہے' اس کا ایکبار ذکر کرنے سے پچاس نیکیاں ذاکر کے نامہ اعمال میں درج ہوجاتی ہیں۔ آپ یہ فرمائیں کہ کیا واقعی زبان کی بجائے دل سے "اللہ" پڑھنے سے اتنی ہی نیکیاں مل سکتی ہیں یا مل جائیں گی۔

دوسرے وہ بزرگ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب تم نماز پڑھنی شروع کرو تو یہ تصوّر کرو کہ لفظ "اللہ" سنہری حروف میں تمہارے دل پر لکھا ہوا ہے' تم نماز کی ادائیگی کے دوران اپنی آنکھیں بند کر کے "اللہ" کے لفظ کی جانب متوجہ رہو اور زبان سے نماز کے مسنونہ الفاظ پڑھتے رہو اس طرح کرنے سے کیا شرعی طور پر نماز میں کوئی نقص تو واقع نہیں ہوتا؟

جواب: لفظ اللہ کا ذکر زبان اور دل سے موجب اجر و ثواب اور خیروبرکت ہے۔ آپ زبان سے پورے کلمہ **لا الٰہ الا اللّٰہ** کا ذکر کریں کیونکہ اسے حدیث میں افضل الذکر کہا گیا ہے۔ "اللہ" "اللہ" کے ذکر کا بھی حدیث میں تذکرہ آیا ہے۔ مسلم شریف کی روایت ہے۔ کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک زمین میں اللہ اللہ کرنے والا ہو۔ اس میں ذکرِ لسانی اور ذکرِ قلبی دونوں شامل ہیں اور دونوں ذکر جمع ہوں تو یہ افضل صورت ہوتی ہے دوسرا درجہ ذکرِ قلبی کا ہے۔ اس حد تک تو یہ بات صحیح ہے کہ آپ اللہ کا ذکر دل میں کریں۔ لیکن یہ بات کہ نماز میں آپ تلاوت کرتے رہیں اور اذکار زبان سے پڑھتے رہیں اور تصور لفظ اللہ کا کریں' یہ مناسب نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی بے سند ہے کہ آپ یہ تصور کریں کہ لفظ اللہ آپ کے دل پر سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ یہ نہ ذکر ہے نہ احادیث میں وارد ہے۔ اصل ذکر تو یہ ہے کہ دل میں اللہ کی عظمت و جلال کو تازہ کریں اور اپنی کوتاہیوں کو یاد کرکے شرمندگی کا احساس بیدار کریں۔ اور ایسا ذکر کریں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت پر آپ کو آمادہ کر دے' فرمانبرداری آسان اور نا فرمانی مشکل ہوجائے۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ تین چیزیں جس میں پائی جائیں وہ ایمانی لذت کو پائے گا۔ ایک یہ کہ اللہ اور اسکا رسولؐ اسے اللہ اور رسولؐ کے ماسوا دوسری تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہو۔ دوسری چیز یہ کہ کسی سے محبت نہ ہو مگر اللہ سے۔ تیسری چیز یہ کہ کفر کی طرف لوٹنا ایسا ہو جیسے آگ میں پھینک دیا جانا۔ (حدیث بخاری و مسلم) پس اگر ذکر کے نتیجہ میں یہ صفات پیدا ہوں تو وہ ذکر' ذکر شمار ہوگا ورنہ نہیں۔ اسی کو ذکرِ قلبی کہا جاتا ہے۔

اور اس کے ایک حرف پر دس نیکیاں مل سکتی ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کی توقع کی جاسکتی ہے۔ لفظ اللہ پر پچاس نیکیاں کم سے کم درجہ ہے جس کا امیدوار ہونا چاہیے۔ نیز تحقیقی بات یہی ہے کہ لفظ اللہ ذات باری تعالیٰ کا اسم ذاتی ہے۔ اس لئے اس کے لغوی اور اصطلاحی معنی بھی یہی ہیں ۔ لغوی اور اصطلاحی معنی کی بحث اس وقت ہوتی ہے جب یہ عَلَم ذات نہ ہو بلکہ اسمِ مشتق ہو۔

قسطوں پر اشیاء کی فروخت سودی معاملہ نہیں ہے

سوال : کوئی چیز قسطوں پر لیں تو وہ سود میں آتی ہے یا جائز ہے ۔ مثلاً ایک موٹر سائیکل ہے' اس کی قیمت بازار میں ۳۰ ہزار ہے اور قسطوں پر تقریباً ڈھائی یا تین سال میں اس کی قیمت ۳۵ ہزار ادا کرنا پڑتی ہے۔کیا وہ سود میں آتی ہے؟

جواب : نقد اور ادھار کی قیمت میں فرق کے ساتھ چیز فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ نقد فروخت کرنے کی صورت میں خریداروں کو مختلف قیمتوں پر دکاندار چیزیں فروخت کرتے ہیں۔ کسی سے کم قیمت لیتے ہیں اور کسی سے زیادہ ' لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ "ادھار" یا قسطوں کی صورت میں رقم بروقت ادا نہ کرسکنے کی صورت میں قیمت میں فرق نہ کیا جائے اور اتنی رقم وصول کی جائے جتنی طے کی گئی ہے ۔ خریدار رقم ادا کر سکتا ہو تو اسے بروقت ادا کرنا چاہیے' نہ ادا کر سکتا ہو تو مالک کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ مزید مہلت دے دے۔ قرآن پاک میں ہے "پس مہلت دے دو آسانی تک" واللہ اعلم ۔

روپے کی قیمت میں کمی کی صورت میں ادائیگیٔ قرض

سوال : ایک شخص دکاندار کو کپاس لا کر فروخت کرتا رہا۔ نرخ مقرر کر کے حساب کیا گیا۔ شخص مذکور ساتھ ساتھ رقم لیتا رہا۔ جو کہ کئی ہزار تھی ۔ کل قیمت میں سے دو ہزار روپیہ دکاندار کے ذمہ باقی بچ گیا تھا' جو دکاندار مالی حالت خراب ہونے کی وجہ سے ادا نہ کرسکا۔ چالیس سال گزر جانے کے بعد دکاندار کی مالی حالت کچھ ٹھیک ہوئی ' تو دکاندار نے شخصِ مذکور سے کہا۔ کہ اپنی بقایا رقم دو ہزار لے لو۔ شخصِ مذکور نے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اس وقت کپاس کا نرخ کم

تھا۔ اب بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ اس حساب سے رقم دو ۔ حالانکہ اس وقت نرخ طے کر کے حساب کر لیا گیا تھا۔ اور دو ہزار روپیہ دکاندار کے ذمّہ باقی بچ گیا تھا۔

اب ادائیگی کیسے کی جائے ؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: قرض حسنہ یا دَین کے بارے میں اصول یہ ہے کہ اسکی مثل چیز ادا کی جائے۔ نوٹ کا مثل نوٹ ہے۔ اس لئے اگر ایک شخص کے ذمہ دو ہزار روپے تھے تو اسے دو ہزار ہی لینے ہوں گے۔ جیسے اگر ایک شخص نے ۱۰ تولے سونا لیا تھا تو وہ ۱۰ تولے سونا ہی واپس لے سکتا ہے۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ۱۰ تولے کی قیمت اس وقت تھوڑی تھی اور آج ۱۰ تولے سونے کی قیمت زیادہ ہے۔ اگر مقروض کہے کہ اب میں ۱۰ تولے نہیں دونگا بلکہ ایک تولہ دوں گا۔ کیونکہ میں نے ۱۰ تولہ لیا تھا جسکی قیمت آج دس گنا بڑھ گئی ہے اور آج کا ایک تولہ اس وقت کے دس تولے کے برابر ہے تو اسکا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا۔ اسی طرح قیمت کی کمی کی صورت میں بھی قرض خواہ کمی کے ازالہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ مزید وضاحت کیلئے گندم کی مثال دی جاسکتی ہے۔ آج گندم مہنگی ہے اور جس قدر روپیہ یا سونا چاندی سے آج آپ سو من گندم حاصل کرسکتے ہیں آج سے تیس سال قبل اس قدر روپیہ یا سونا چاندی سے ایک ہزار من گندم لے سکتے تھے لہٰذا اگر کسی نے آج سے تیس سال قبل ۱۰۰ من گندم قرض دی تھی تو وہ آج ایک ہزار من گندم کا مطالبہ نہیں کرسکتا ۔ اسی طرح آج سے بیس سال قبل ۱۰۰ روپے قرض دینے والا ایک ہزار روپے کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرسکتا بلکہ اسے صرف ۱۰۰ روپے کے مطالبہ کا حق ہے۔

بقیہ : حواشی و تعلیقات

۳۵۔ جماعت کی اصطلاح میں ان طبقات سے تعلق رکھنے والے اصحاب بالترتیب ارکان ، متفقین اور ہمدرد کہلاتے تھے۔

۳۶۔ قلمی مسودہ تاریخ جماعتِ اسلامی از سیّد نقی علی